جب فروری ۱۹۹۷ء میں بیت المقدس کے عرب حصّے میں یہودی بستی کی تعمیر کا اعلان کیا گیا تو ویٹی کن میں فلسطینی نمائندے نے کہا تھا کہ یہ مقبوضہ زمین کا غیر منصفانہ استعمال ہے۔ اُنھوں نے آگاہ کیا تھا کہ یہودی بستی بسانے کے اس عمل سے فلسطینی معیشت کو سخت نقصان پہنچے گا، بالخصوص اس لیے بھی کہ یہ بستی بیت المقدس کے نواح میں اُس حصّے میں آباد کی جا رہی ہے جو روایتی طور پر مسیحی آبادی کا علاقہ ہے۔ ("دی کرسچین وائس" - کراچی، ۶ اپریل ۱۹۹۷ء)

ریاست ہائے متحدہ امریکہ: حضرت محمد ﷺ کی تصویر سپریم کورٹ سے ہٹائی جائے — مسلمانوں کا مطالبہ

[ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی اعلیٰ ترین عدالت - سپریم کورٹ میں تاریخ عالم کی عظیم ترین قانون دہندہ ہستیوں کو ایک تصویر میں دکھایا گیا ہے۔ مسلمان تنظیمیں قرآن و سنت کی تعلیمات کی روشنی میں چاہتی ہیں کہ سپریم کورٹ سے حضرت محمد ﷺ کی تصویر ہٹا دی جائے۔ امریکی ذرائع ابلاغ مسلمانوں کی رائے کو کس زاویے سے دیکھتے ہیں اور کس طرح بعض لبرل - سیکولر مسلمان ایک مسلم ضابطے کو اس بنیاد پر پامال کرنا چاہتے ہیں کہ بعض مجہول مصوّروں نے پیغمبروں کی تصویریں بنائی تھیں، جب کہ اولاً یہ تصویریں کبھی عوام کے سامنے نہیں آئیں، بلکہ اکا دکا کتابوں کے صفحات تک محدود رہیں، ثانیاً یہ بھی واضح نہیں کہ ان کے بنانے والے واقعتاً مسلمان ہی تھے۔ ذیل میں جان ڈارٹ کے "لاس اینجلز ٹائمز" میں شائع شدہ کالم کا روزنامہ "ڈان" کے شکریے کے ساتھ ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔]

ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی کم و بیش ایک درجن مسلمان تنظیموں نے امریکی سپریم کورٹ سے مطالبہ کیا ہے کہ کمرہ عدالت کی دیوار سے نبی اکرم حضرت محمد ﷺ کی پتھر پر نقش شدہ تصویر ہٹا دی جائے جس میں اُنہیں تلوار پکڑے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ یہ مطالبہ کرتے ہوئے مسلمان تنظیمیں اِس امر کی تعریف کرتی ہیں کہ عدالت کی یادگار تصویر میں حضرت محمد ﷺ کو تاریخِ عالم کے اٹھارہ ممتاز قانون دہندہ افراد میں شامل کیا گیا ہے۔ مسلمانوں کا نقطہ نظر یہ ہے کہ اسلام خود اپنے پیروکاروں کو اِس بات سے منع کرتا ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کو تصویروں، مجسموں یا فنونِ لطیفہ کے دوسرے اظہارات میں پیش کریں، اور نہ مسلمانوں کو یہ بات پسند ہے کہ غیر مسلم کوئی ایسا کام کریں۔

مزید براں ساتویں صدی میں مبعوث ہونے والے ان پیغمبر کو نہ صرف ایک ہاتھ میں قرآن

پکڑے ہوئے دکھایا گیا ہے، بلکہ اُن کے دوسرے ہاتھ میں تلوار ہے۔ واشنگٹن ڈی - سی میں قائم "کونسل برائے امریکی - اسلامی روابط" (Council on American - Islamic Relations) نے سپریم کورٹ کے منتظمین کو پیش کردہ مشترک بیان میں کہا ہے کہ "یہ تصویر مسلمانوں کے بارے میں طویل عرصے سے قائم گھسے پٹے اس تصوّر کی مظہر ہے کہ مسلمان غیر روادار فاتح تھے، نیز یہ تصویر اس غلط تصور کو مزید ترویج دینے کا سبب ہے جس سے عام امریکی مسلمانوں کی زندگی پر منفی اثر پڑتا ہے۔"

تاہم امریکہ کے تمام مسلمان یہ رائے نہیں رکھتے کہ تصویر ہٹا دی جائے۔ رچمنڈ (ورجنیا) کی ایک تنظیم "مسلم خواتین وکلاء برائے انسانی حقوق" نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ "اسلامی ثقافتوں نے تُرک اور ایرانی فنونِ لطیفہ میں حضرت محمد ﷺ کی شبیہوں کو برداشت کیا ہے۔" مزید براں وکلاء کی اِس تنظیم نے کہا کہ سپریم کورٹ کی منقوش تصاویر اور عمارت سے باہر کے مجسموں میں "تلواریں ایک سے زیادہ جگہ قانون و انصاف کے تحفّظ کی علامت کے طور پر استعمال ہوئی ہیں۔" بیان میں کہا گیا ہے کہ "ہمارا خیال نہیں کہ پتھر پر نقش شدہ تصویر کا ضائع کر دیا جانا ضروری ہے۔"

کمرہ عدالت جہاں ۱۹۳۳ء سے عام سیشن ہو رہے ہیں، اِس کی اندرونی دیواروں پر حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام، کنفوشس، شارلیمان جیسی دوسرے قانون دہندہ شخصیات کی تصاویر ہیں۔

"کونسل برائے امریکی - اسلامی روابط" اندازاً تیس لاکھ سے ساٹھ لاکھ مسلم آبادی کی نمائندہ متعدد تنظیموں میں سے ایک ہے۔ کونسل کے ترجمان جناب ابراہیم ہوپر نے کہا کہ گزشتہ دسمبر میں کونسل کو اِس تصویر کی موجودگی کے بارے میں اطلاع ملی تھی۔ "کونسل کو بنے تین سال سے بھی کم عرصہ ہوا ہے، تاہم امریکہ کی مسلمان برادری نے گزشتہ چند عشروں میں اتنی ترقی کر لی ہے کہ اب اپنا وجود منوا سکے۔

جنوری میں مسلمان رہنماؤں نے سپریم کورٹ کے مہتمم جناب گیلووے اور چیف جسٹس کے انتظامی مددگار جناب جیمس ڈف کے ساتھ ملاقاتوں میں اپنا نقطہ نظر پیش کیا ہے۔ جناب ابراہیم ہوپر نے اس بات پر زور دیا کہ "کونسل برائے امریکی-اسلامی روابط" اور دوسرے مسلمان نمائندوں نے اپنے احتجاج کو عوام میں لانے کے بجائے درپردہ تبدیلی لانے کی کوشش کی تھی، مگر "لاس اینجلز ٹائمز" نے عدالت کے حکام سے کی گئی اپیل پر اُن سے معلومات حاصل کیں۔ [تو یہ بات پریس میں آ گئی۔]

جن مسلم تنظیموں نے احتجاجی بیان پر دستخط کیے ہیں، ان میں سے ایک لاس اینجلز کی "مسلم پبلک افیرز کونسل" ہے۔ اِس کونسل کے ڈائریکٹر جناب سلام المارياتی کے بقول امریکہ کی اعلیٰ ترین عدالت کی تصویر کے بارے میں [عوام میں] ملا جلا ردّعمل سامنے آیا ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ "حضرت محمد ﷺ اور دوسرے انبیاء —— حضرت داؤد، حضرت سلیمان اور حضرت موسیٰ —— کی تاریخ عالم کی عظیم

قانون دہندہ ہستیوں میں شمولیت کی تعریف کی جا رہی ہے، مگر مسلمان انبیاء کی تصویریں بنانے کے بارے میں بڑے حساس ہیں۔"

[مذکورہ بالا صورت حال سے ہٹ کر] ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی سپریم کورٹ کی ترجمان خاتون نے کہا کہ عدالت کے ساتھ مسلمان رہنماؤں کے رابطے کی وہ تصدیق نہیں کر سکتیں۔ (لاس اینجلز ٹائمز، بحوالہ روزنامہ "ڈان" —— ۳ مارچ ۱۹۹۷ء)]

متفرّق

بھارت میں اسلام اور مسیحیّت کی ترویج روکنے کی منصوبہ بندی

بھارت کی انتہا پسند ہندو تنظیم "وشوا ہندو پریشد" نے ملک میں اسلام اور مسیحیت کی مقبولیّت کے آگے بند باندھنے کے لیے ہندو پرچارکوں کی باقاعدہ فوج تیار کرنے کا اعلان کیا ہے۔ بھارتی روزنامے "انڈین ایکسپریس" کے مطابق "وشوا ہندو پریشد" آئندہ چار برس میں دس ہزار نوجوانوں پر مشتمل ہندو انتہا پسند پرچارکوں کی فورس تیار کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جو ملک میں اسلام اور مسیحیت کی ترویج روکنے کا فرض انجام دیں گے۔ "وشوا ہندو پریشد" نے اس مقصد کے لیے اپنے حامی اخبارات میں اشتہار جاری کر دیے ہیں اور گزشتہ ایک ہفتے میں چالیس تعلیم یافتہ نوجوان "وشوا ہندو پریشد" کو اپنی درخواستیں روانہ کر چکے ہیں جن میں ہندومت کی حفاظت کا عزم ظاہر کیا گیا ہے۔

"وشوا ہندو پریشد" کے ذرائع کے مطابق بھارت میں ہر سال آٹھ لاکھ ہندو اپنا مذہب ترک کر کے اسلام یا مسیحیّت اختیار کر لیتے ہیں۔ (روزنامہ "جسارت"، کراچی - ۲۸ مارچ ۱۹۹۷ء)